Monthly Parliamentary Magazine
AIWAN-E-AAM
July 2015

ایوانِ عام

ماہانہ پارلیمانی میگزین
مضبوط پارلیمان ۔ مضبوط عوام

پنجاب اسمبلی

بجٹ اجلاس کے دوران دو تہائی اراکین خاموش بیٹھے رہے

موضوعات

اداریہ: ایڈیٹر	3
ایوان بالا: پہلی کے سوا تمام نشستیں مقررہ وقت پر شروع ہوئیں	4
ایوان زیریں: حزب اختلاف کی غیر موجودگی میں 9 مطالبات زر منظور	6
بلوچستان اسمبلی: 8 فیصد اراکین نے بجٹ پر بحث میں شرکت نہ کی	8
پنجاب اسمبلی: بجٹ اجلاس کے دوران دو تہائی اراکین خاموش بیٹھے رہے	10
سندھ اسمبلی: خواتین قانون سازوں کی کارروائی میں غیر معمولی دلچسپی	11
ٹیکنالوجی کا محتاط استعمال کرنے کی ضرورت	12
وقفہ سوالات: حکومت کی جوابدہی کا مؤثر ذریعہ	14
قومی مالیاتی کمیشن: وفاق اور صوبوں کے درمیان محاصل کی تقسیم کا فورم	15
آئین اور عوام: آئین پاکستان اور شہریوں کے بنیادی حقوق	18
نمائندہ اور کارکردگی: امیر حیدر خان ہوتی	19

ایوانِ عام

ماہانہ پارلیمانی میگزین

مضبوط پارلیمان ۔ مضبوط عوام

شمارہ نمبر 8

ایڈیٹوریل بورڈ:

ظہیر خٹک، زاہد اسلام، سرور باری، صادق صلاح الدین، مسرت قدیم، اویس اسلم علی، میمونہ نور، زبیر انبیاء، شاکر اسحاق، یونس بندھانی، غفار شاہ، فیض الرحمن مشعل، نصر اللہ، سید شاہ ناصر خسرو، مختار جاوید

ایڈیٹر:

عبدالرزاق چشتی

قیمت: 50 روپے

سالانہ سبسکرپشن: 450 روپے

آفس نمبر 17-ایف، پہلی منزل، افضل سنٹر،
آئی اینڈ ٹی سنٹر، سیکٹر جی-10/1، اسلام آباد۔
فون: +92 51 8466230-2، فیکس: +92 51 8466233
ای میل: aiwan-e-aam@tdea.pk

انکوائری کمیشن کا فیصلہ اور فریقین کی ذمہ داریاں

مئی 2013ء کے عام انتخابات میں منظم دھاندلی کے الزامات کی تحقیقات کرنیوالے جوڈیشل (انکوائری) کمیشن نے اپنی تحقیقات کی رپورٹ میں دھاندلی کے حوالے سے عائد کردہ پاکستان تحریک انصاف کے الزامات کا جواب دے دیا ہے ۔ تقریبا 300 صفحات پر مشتمل رپورٹ کے مطابق 2013ء کے عام انتخابات قانون کے عین مطابق منعقد ہوئے اور الزام لگانے والے فریق کمیشن کو دھاندلی کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکے۔ ان انتخابات میں مجموعی طور پر عوام کا مینڈیٹ ہی صحیح اظہار رائے ہے۔ کمیشن کی رپورٹ میں 2013 کے عام انتخابات کے دوران انتخابی عمل میں بے ضابطگیوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے اور تحقیقات کرانے کے پاکستان تحریک انصاف کے مطالبہ کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے کمیشن کے روبرو دائر درخواست میں تین الزامات کو بنیاد بنایا گیا تھا

- یہ کہ انتخابات میں منظم دھاندلی کی گئی
- یہ کہ انتخابات شفاف نہیں تھے
- یہ کہ عام انتخابات میں 2013 عوام کے مینڈیٹ کو چرایا گیا

ان الزامات کی بنیاد پر شروع ہونیوالی تحریک انصاف کی تحریک پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے 126 دن تک جاری رہی۔ اس تحریک کے کے نتیجے میں ہی حکومت کو اس سال یکم اپریل کو جوڈیشل کمیشن تشکیل دینا پڑا جس پر عمران خان نے مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ جوڈیشل کمیشن کے فیصلہ کو تسلیم کرینگے۔

چونکہ اس کمیشن کی کاروائی میں تحریک انصاف کے علاوہ حکمران جماعت مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلزپارٹی، جماعت اسلامی، مسلم لیگ (ق)، متحدہ قومی موومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی سمیت مجموعی طور پر 21 فریق تھے لہٰذا یہ رپورٹ تمام فریقوں سے تسلیم کئے جانے کی متقاضی تھی، تاہم محرک ہونے کے باعث اسکو تسلیم کرنیکی زیادہ ذمہ داری تحریک انصاف کی تھی۔ تحریک انصاف نے اپنے وعدے کے مطابق اسے تسلیم بھی کر لیا ہے، تاہم شکوہ کیا ہے کہ کمیشن نے اپنا کام ادھورا چھوڑ دیا۔

دیکھا جائے تو ہمارے انتخابی سیاسی کلچر میں اب تک کا کوئی بھی انتخابی عمل دھاندلیوں کے الزامات سے نہیں بچ پایا۔ صرف 1971ء کے انتخابات پر دھاندلیوں کے الزامات کا کوئی دھبہ نہیں لگا تھا مگر ان انتخابات کے نتیجہ میں ملک ٹوٹ گیا۔ اس انتخابی کلچر میں پورے کے پورے انتخابی عمل کو پہلی بار عمران خان نے ہی چیلنج کیا جنہوں نے نہ صرف الیکشن کمیشن اور اس وقت کے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری پر آر اوز کے ذریعے منظم دھاندلیوں کا الزام عائد کیا بلکہ موجودہ حکمران مسلم لیگ (ن) کو بھی ان الزامات کی زد پہ رکھا جو تحریک انصاف کی طرح انتخابات میں حصہ لینے والی جماعت کی حیثیت سے ہی انتخابی عمل میں فریق تھی۔ اسی طرح سے مسلم لیگ (ن) کی جانب سے بھی خیبر پختون خوا میں دھاندلیوں کے الزامات لگائے گئے مگر مسلم لیگ (ن) نے انکی تحقیقات پر اصرار نہیں کیا۔

تحریک انصاف کی جانب سے عام انتخابات 2013 کے انتخابی عمل کو چیلنج کرنے کے نتیجے میں پہلی بار نہ صرف اس طرح کی اعلیٰ سطح کی تحقیقات ممکن ہوئیں بلکہ عام آدمی کو بھی ہمارے انتخابی عمل کی ان بے ضابطگیوں اور بد انتظامیوں کی معرفت حاصل ہوئی جو اس سے پہلے ممکن نہیں تھی۔ عام آدمی انتخابی عمل کی بہت سی اصطلاحات سے متعارف ہوا۔

ہم توقع رکھتے ہیں کے کمیشن کے اس فیصلے پر حکومت اور اسکی ہمخیال جماعتیں صرف جشن منانے کی بجائے رپورٹ کے اس پہلو پر ضرور غور کرینگی جس میں تحریک انصاف کے مطالبے کو جائز تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ الیکشن کمیشن کی بے ضابطگیوں اور کوتاہیوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ دانشمندی کا یہی تقاضا ہے کہ حکمران اور اپوزیشن جماعتیں اب الزامات در الزامات کی تکرار کو ترک کریں اور جہاں جہاں بھی ان کو حکومت کرنے کا مینڈیٹ ملا ہوا ہے وہاں وہ اپنی حکومت کی گورننس بہتر بنانے اور عوام کے روٹی روزگار، مہنگائی اور توانائی کے بحران سے متعلق مسائل کے حل کی جانب توجہ دیں۔ اسی طرح حکومت کے ساتھ ساتھ اپوزیشن جماعتوں خاص طور پر تحریک انصاف پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت حالت احتجاج میں رہنے کی بجائے انتخابی اصلاحات کے عمل کو منطقی انجام تک پہچانے کے لئے اپنے حصہ کا کام بھی انجام دے۔

تحریک انصاف کو ڈی سیٹ کرنیکی تحریک واپس لینے کا خوش آئند فیصلہ

جمعیت العلما اسلام (ف) اور متحدہ قومی موومنٹ نے ایوان زیریں کے 24 ویں اجلاس کی نویں نشست میں اپنی وہ تحاریک واپس لے لیں جن میں پاکستان تحریک انصاف کو ڈی سیٹ کرنیکا مطابہ کیا گیا تھا۔ محرکین کا موقف تھا کہ تحریک انصاف کے اراکین مسلسل 40 دن بغیر اطلاع ایوان سے غیر حاضر رہے لہٰذا قوانین کے مطابق وہ اپنی نشستوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ سپیکر نے ان تحاریک پر دو مرتبہ رائے شماری موخر کرائی۔ حکومت، قائد حزب اختلاف اور سپیکر نے اپنی کوششوں سے بالآخر دونوں جماعتوں کو تحاریک واپس لینے پر راضی کر لیا۔

موجودہ جمہوری نظام کے استحکام کیلئے اس فیصلے کو خوش آئند قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اب تحریک انصاف کے اراکین ایوان زیریں میں اپنا بھرپور کردار ادا کرینگے۔ ایوانوں میں جاری لعن طعن اور الزام تراشی کی روش کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ پورا ایوان انتخابی اصلاحات کیلئے یکسو ہو کر کام کریگا تا کہ وہ وجوہات ختم ہو سکیں جن کے باعث عام انتخابات 2013 کے نتائج پر انگلیاں اٹھیں اور نوبت یہاں تک پہنچی۔

116 واں اجلاس

پہلی کے سوا تمام نشستیں مقررہ وقت پر شروع ہوئیں

بجٹ کی منظوری کے مراحل کے دوران اراکین کی عدم دلچسپی

وفاقی دارالحکومت میں بغیر قانون انتخابی شیڈول کا اجرا غیر قانونی قرار

ایوان بالا کے اجلاس برائے بجٹ 2015-16 کی کارروائی کے دوران 49 اراکین ایوان میں حاضر ہونے کے باوجود غیر متعلق رہے اور انہوں نے بجٹ پیش ہونے سے منظوری تک کے تمام مراحل میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ 31 گھنٹے 29 منٹ دورانیے پر محیط ایوان بالا کا 116 واں اجلاس 09 نشستوں میں منعقد ہوا۔ پہلی نشست کے سوا دیگر تمام نشستیں اپنے طے شدہ وقت پر شروع ہوئیں۔

اجلاس کے مجموعی وقت کا 40 فیصد (12 گھنٹے 45 منٹ) وقت بجٹ پر بحث پر صرف ہوا۔ 104 اراکین پر مشتمل ایوان بالا کے 55 اراکین نے بحث میں شرکت کی۔ بحث میں شریک 15 اراکین کا تعلق حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن)، 14 کا پاکستان پیپلز پارٹی، 07 کا متحدہ قومی موومنٹ، 04 کا جمعیت العلما اسلام (ف) تین، تین کا بالترتیب عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان تحریک انصاف، دو کا

اجلاس کے مجموعی وقت کا 40 فیصد (12 گھنٹے 45 منٹ) وقت بجٹ پر بحث پر صرف ہوا۔ 104 اراکین پر مشتمل ایوان بالا کے 55 اراکین نے بحث میں شرکت کی

پختون خوا ملی عوامی پارٹی اور ایک ایک رکن کا تعلق بالترتیب بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی)، بلوچستان نیشنل پارٹی (ایم)، جماعت اسلامی، پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) سے تھا جبکہ 02 آزاد اراکین نے بھی بحث میں حصہ لیا۔

ایوان کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ، محصولات، اقتصادی امور، شماریات و نجکاری نے نئے مالی سال کے بجٹ کے حوالے سے 92 سفارشات ایوان میں پیش کیں جن میں سے 23 ترقیاتی منصوبوں جبکہ 69 غیر ترقیاتی امور جیسا کہ محصولات، رعائتوں (سبسڈیز) تنخواہوں اور پنشنز سے متعلق تھا۔ پیش کی گئی سفارشات میں سے 46 سفارشات کو ایوان زیریں کے منظور کردہ حتمی بجٹ کا حصہ بنانے کیلئے ایوان زیریں کے قواعد و ضوابط کار قاعدہ 114 کے ضمنی قاعدہ 3 کے تقاضے نظر انداز کر دیئے گئے۔ ان قوعد کے مطابق ایسا کرتے وقت ایوان سے ان سفارشات کی شق وار منظوری لازمی ہے۔

مزید برآں اجلاس کے دوران ایوان نے مستونگ میں شہریوں کے قتل، میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے قتل عام، بھارتی رہنماوں کے اشتعال انگیز بیانات کی مذمت اور خضدار میں سیلاب کے باعث ہونیوالے جانی نقصان پر اظہار افسوس کی قراردادوں کی منظوری بھی دی گئی۔

قائمہ کمیٹی برائے خزانہ نے تین جبکہ قائمہ کمیٹی برائے نیشنل فوڈ سیکیورٹی، ریسرچ اور قائمہ کمیٹی برائے قانون، انصاف اور انسانی حقوق نے ایک ایک رپورٹ پیش کی۔

اراکین نے اجلاس کے دوران مختلف معاملات سے متعلق 24 پوائنٹس آف آرڈرز اٹھائے جن پر اجلاس کے 47 منٹ صرف ہوئے تاہم چیئرمین نے کسی بھی پوائنٹس آف آرڈر رسمی رولنگ نہ دی۔

پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایک قانون ساز نے وزارت داخلہ اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کیخلاف ایک استحقاقی سوال بھی پیش کیا۔ اس سوال میں وفاقی دارالحکومت میں مقامی حکومتوں کے انتخابات کے شیڈول کے معاملے کو اٹھایا گیا اور کہا گیا کہ اس حوالے سے قانون سازی کئے بغیر انتخابی شیڈول کا اعلان کیسے کر دیا گیا، ایوان نے اس سوال کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا۔

قائمہ کمیٹی برائے خزانہ نے تین جبکہ قائمہ کمیٹی برائے نیشنل فوڈ سیکیورٹی، ریسرچ اور قائمہ کمیٹی برائے قانون، انصاف اور انسانی حقوق نے ایک ایک رپورٹ پیش کی

اجلاس کے دوران مجموعی طور پر تین واک آوٹس مشاہدے میں آئے جن میں سے دو واک آوٹ صرف تیسری نشست کے دوران کئے گئے جن میں خیبر پختون خوا اور کراچی کو ناکافی فنڈز فراہم کرنے پر احتجاج کیا گیا۔ تیسرا واک آوٹ چوتھی نشست میں کیا گیا۔ واک آوٹ کا مقصد بجٹ اجلاس کے دوران حزب اختلاف کی تقاریر براہ راست نہ دکھانے پر احتجاج ریکارڈ کرانا تھا۔

خاص نکات

- وزیراعظم کسی نشست میں شریک نہ ہوئے
- قائد ایوان اجلاس کی تمام جبکہ قائد حزب اختلاف 71 فیصد نشستوں میں شریک ہوئے
- ایوان بالا کے چیئرمین نے سات نشستوں میں 60 فیصد وقت تک شرکت کی
- اجلاس کے دورن اراکین کی حاضری مسلسل کمی کا شکار رہی، ہر نشست کے آغاز پر موجود اراکین کی تعداد 17، اختتام پر 30 جبکہ نشست کے دوران کسی ایک وقت پر زیادہ سے زیادہ 49 مشاہدہ کی گئی
- پہلی نشست کے سوا باقی تمام نشستیں اپنے مقررہ وقت پر شروع ہوئیں

لوڈشیڈنگ اور گرمی کے باعث ہلاکتوں پر اپوزیشن برہم

23 ویں اجلاس کے دوران قومی اسمبلی میں حزب اختلاف نے مختلف نشستوں میں ملک بھر میں غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ اور کراچی میں سینکڑوں افراد کے جاں بحق ہونے کیخلاف شدید احتجاج کے بعد ایوان سے واک آئوٹ بھی کیا جبکہ کراچی میں اموات کیخلاف ملک بھر میں یوم سوگ منانے کی اپیل بھی کی گئی۔ کراچی اور ملک کے دیگر حصوں میں گرمی شدید لہر کے باعث جاں بحق افراد کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پارلیمنٹ کے احاطہ میں ادا کی گئی۔ قائد حزب اختلاف سید خورشید احمد شاہ نے لوڈشیڈنگ کی وجہ سے کراچی سمیت ملک بھر میں جاں بحق ہونیوالے سینکڑوں افراد کی ہلاکتوں کی ذمہ داری وزیراعظم کو قبول کرنی چاہیے، انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ وزیراعظم ناکامی کا اعتراف کریں اور قوم سے معافی مانگیں۔

23واں اجلاس

حزب اختلاف کی غیر موجودگی میں 9 مطالبات زر منظور

ایوان بالا کی 92 سفارشات میں سے 56 کو بجٹ کا حصہ بنایا گیا

143 مطالبات زر کی منظوری دیتے ہوئے کٹوتی کی 1515 تحاریک مسترد

05 سے 25 جون تک 15 نشستوں میں منعقدہ ایوان زیریں (قومی اسمبلی) کے ویں 23 اجلاس میں اس مالی سال کے بجٹ اور گزشتہ مالی سال کے ضمنی مطالبات زر کی منظوری کیساتھ ساتھ پاکستان آرمی ایکٹ (ترمیمی) آرڈیننس میں مزید 120 دن کی توسیع کی قراردادوں سمیت تین قراردادیں منظور کی گئیں۔ اجلاس کے دوران ایوان کی مختلف مجالس ہائے قائمہ نے تین رپورٹس بھی پیش کیں جبکہ ایوان بالا کی مجلس قائمہ برائے خزانہ، محصولات و شماریات کی طرف سے پیش کی گئی 92 سفارشات میں سے 56 سفارشات کو بجٹ کا حصہ بنایا گیا۔ اجلاس کے دوران متعدد مواقع پر احتجاج ریکارڈ کرانے کیلئے واک آوٹس بھی کئے گئے۔ وزیر اعظم (قائد ایوان) صرف 4 جبکہ قائد حزب اختلاف 13 نشستوں میں شریک ہوئے۔

وفاقی وزیر خزانہ نے اجلاس کی پہلی نشست میں اس مالی سال کا بجٹ پیش کیا تاہم 13 ویں نشست میں منظوری دی گئی۔ منظوری سے قبل 161 اراکین نے بحث میں حصہ لیا۔ بحث میں شریک اراکین میں سے 64 کا تعلق پاکستان مسلم لیگ(ن)،26 کا پاکستان تحریک انصاف، 25 کا پاکستان پیپلز پارٹی،16 کا متحدہ قومی موومنٹ، 10 کا جمعیت العلما اسلام (ف)، 4 کا جماعت اسلامی پاکستان،3 کا پختون خوالمی عوامی پارٹی،2 کا پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) سے تھا جبکہ آل پاکستان مسلم لیگ، قومی وطن پارٹی، عوامی مسلم لیگ پاکستان، بلوچستان نیشنل پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی، عوامی جمہوری اتحاد پاکستان اور نیشنل پیپلز پارٹی کے ایک ایک رکن نے بھی بحث میں حصہ لیا۔ چار آزاد امیدوار بھی بجٹ پر اظہار خیال کرنے والوں میں شامل تھے۔

ایوان زیریں نے 143 مطالبات زر کی منظوری دیتے ہوئے کٹوتی کی 1515 تحاریک مسترد کردیں جبکہ 49 مطالبات زر کی منظوری حزب اختلاف کی عدم موجودگی میں دی گئی۔

اجلاس کی آخری دو نشستوں میں توانائی کے بحران پر بحث کی گئی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے 6، پاکستان تحریک انصاف کے 5، متحدہ قومی موومنٹ کے 4، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے دو، پختون خوالمی عوامی پارٹی کے دو، جماعت اسلامی کے 2 جبکہ عوامی نیشنل پارٹی، آل پاکستان مسلم لیگ، عوامی مسلم لیگ اور جمعیت العلما اسلام(ف) کے ایک ایک رکن سمیت 24 اراکین نے بحث میں شرکت کی۔ اس بحث پر اجلاس کے مجموعی وقت کا 9 فیصد صرف ہوا۔

> **وفاقی وزیر خزانہ نے اجلاس کی پہلی نشست میں اس مالی سال کا بجٹ پیش کیا، 13 ویں نشست میں منظوری دی گئی**

خاص نکات

- اجلاس کی تمام نشستیں مقررہ وقت سے اوسطاً 16 منٹ تاخیر کیساتھ شروع ہوئیں
- فی نشست اوسط دورانیہ 5 گھنٹے 14 منٹ رہا
- ہر نشست کے آغاز پر موجود اراکین کی اوسط تعداد 40، اختتام پر 78 مشاہدہ کی گئی
- وزیر خزانہ نے 13 نشستوں کے دوران 35 فیصد وقت تک اجلاس میں شرکت کی
- اجلاس کے دوران تین نشستوں میں کورم کی نشاندہی کی گئی، ایک بار نشست معطل کی گئی تاہم دوبارہ گنتی پر کورم پورا پایا گیا
- سپیکر نے 54 فیصد وقت تک، ڈپٹی سپیکر نے 29 فیصد وقت تک جبکہ پینل آف چیئر پرسنز کے اراکین نے 2 فیصد وقت تک اجلاس کی صدارت کی، بقیہ 15 فیصد وقت 10 وقفوں پر صرف ہوا

منظور کی گئی قراردادیں

⇐ ایوان نے درج ذیل موضوعات پر تین قراردادیں پاس کیں

⇐ میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت، اقوام عالم سے نوٹس لینے کا مطالبہ

⇐ بھارتی قیادت کے دھمکی آواز بیانات کی مذمت

⇐ پاکستان آرمی (ترمیمی) آرڈیننس 2015 میں مزید 120 دنوں کی توسیع

جوابدہی

کارروائی کے ایجنڈے پر موجود 14 نشاندہ سوالات میں سے کسی کو نہ اٹھایا گیا جبکہ ایوان نے خیبر پختون خوا لوکل گورنمنٹ الیکشن میں مبینہ بے ضابطگیوں اور وزیر خزانہ اسحاق ڈار کی طرف سے اعلان کردہ پنشن کی شرح کے عدم اطلاق کے خلاف جمع کرائے دو توجہ دلاو نوٹسز پر بھی کوئی توجہ نہ دی تاہم ایوان نے ضابطہ 288 کو معطل کرتے ہوئے بجٹ پر بحث کا دورانیہ مزید بڑھادیا۔

پوائنٹس آف آرڈرز

اجلاس کے مجموعی وقت کا تقریبا 9 فیصد وقت پوائنٹس آف آرڈر پر صرف ہوا تاہم تمام 132 پوائنٹس آف آرڈرز میں سے کسی پر بھی سپیکر نے رسمی رولنگ نہ دی۔

پیش کی گئی رپورٹس

⇐ اسلام آباد ماتحت عدلیہ سروس ٹربیونل بل 2015

⇐ غیر ہنر مند کارکنوں کی کم از کم اجرت کا ترمیمی بل 2015

⇐ نیشنل یونیورسٹی آف میڈیکل سائنسز بل 2015

پر متعلقہ مجالس ہائے قائمہ نے اپنی اپنی رپورٹس ایوان میں پیش کیں

منظور کی گئی تحاریک

ایوان نے پاک چین اقتصادی راہداری پر پیشرفت کی نگرانی کیلئے ایوان کی 21 رکنی کمیٹی اور آئندہ اجلاس میں بھی ملک میں جاری توانائی کے بحران پر بحث کو جاری رکھنے سے متعلق دو تحاریک کی منظوری دی

احتجاج اور واک آوٹس

23 ویں اجلاس کے دوران احتجاج اور واک آوٹس کے مجموعی طور پر 11 واقعات مشاہدے میں آئے۔ چار واک آوٹس صرف وفاقی وزیر دفاع کے ایک متنازعہ بیان کیخلاف کئے گئے۔

ضمنی انتخاب

08 جون کو منعقدہ این اے 108 منڈی بہاوالدین کے ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ (ن) کے امیدوار ممتاز احمد تارڑ 77884 ووٹ لے کر کامیاب ہوگئے۔ انکے مد مقابل تحریک انصاف کے محمد طارق تارڑ نے 40570 ووٹ لے کر دوسرے جبکہ پیپلز پارٹی کے آصف بشیر بھاگٹ 29618 ووٹ لے کر تیسرے نمبر پر رہے۔ اس ضمنی انتخاب میں شامل دیگر امیدواروں میں سے ق لیگ کے حمزہ ناصر نے 10791 اور جماعت اسلامی کے ریاض فاروق ساہی نے 7662 ووٹ لئے۔ این اے 108 کی نشست پاکستان تحریک انصاف کے چودھری اعجاز احمد کی نااہلی کے باعث خالی ہوئی تھی۔

چودھری اعجاز احمد نے 2013 کے عام انتخابات میں آزاد حیثیت سے 84 ہزار ووٹ لیکر کامیابی حاصل کی تھی اور تحریک انصاف میں شمولیت اختیار کرلی تھی۔ حلقے میں ووٹروں کی کل تعداد 431269، مرد ووٹروں کی 246830، خواتین کی 184439 ہے جن کیلئے 289 پولنگ سٹیشن قائم کئے گئے تھے۔ فافن کے غیر جانبدار مبصرین نے اس انتخاب کا براہ راست مشاہدہ کیا جسکی رپورٹ فافن نے ذرائع ابلاغ کو جاری کی۔

26 جولائی کو پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے حلقہ پی پی 100 کے ضمنی انتخاب میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے امیدوار چودھری اختر علی خان 48878 ووٹوں کے ساتھ کامیاب رہے، ان کے مدمقابل پی ٹی آئی کے امیدوار احسان اللہ ورک 28858 ووٹ لیکر دوسرے نمبر پر رہے جبکہ پیپلز پارٹی کے رانا شہباز خان 3600 ووٹوں کیساتھ تیسرے نمبر پر رہے۔

ضمنی الیکشن کے سلسلہ میں حلقہ پی پی 100 میں 162444 ووٹرز کے لئے 113 پولنگ سٹیشن اور 344 پولنگ بوتھ قائم کئے گئے، 11 پولنگ سٹیشن انتہائی حساس جبکہ 22 حساس قرار دیئے گئے تھے۔ یہ نشست مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے چوہدری شمشاد احمد کے قتل ہونے کے باعث خالی ہوئی تھی۔ فافن۔ نے اس ضمنی انتخاب کی مشاہدہ کاری کی اور مجموعی طور پر 48 پولنگ سٹیشنز پر اپنے مبصرین متعین کئے۔

19 واں اجلاس

8 فیصد اراکین نے بجٹ پر بحث میں شرکت نہ کی

بحث میں حصہ نہ لینے والوں میں 6 خواتین قانون ساز بھی شامل

گوادر تا کاشغر روٹ پر ایک خاتون رکن سمیت 9 اراکین کا دو گھنٹے تک اظہار خیال

بلوچستان اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں بھی اراکین نے بجٹ منظوری سے قبل کے تمام مراحل میں عدم دلچسپی ظاہر کی۔ 65 رکنی ایوان کے اراکین میں سے 6 خواتین سمیت 38 اراکین (58 فیصد) نے بجٹ پر بحث میں حصہ نہ لیا۔ بحث میں شرکت نہ کرنیوالی چھ خواتین اراکین میں سے تین کا تعلق پاکستان مسلم لیگ، دو کا پختون خواہ ملی عوامی پارٹی اور ایک کا جمعیت العلما اسلام (ف) کیساتھ تھا۔ اسی طرح بحث میں حصہ لینے والے مرد اراکین میں سے 15 پاکستان مسلم لیگ (ن)، 6 نیشنل پارٹی، 3 جمعیت العلما اسلام (ف)، 2 پختون خواملی عوامی، 2 پاکستان مسلم لیگ، ایک مجلس وحدت المسلمین اور ایک رکن بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی) کیساتھ تعلق رکھتے تھے۔

بحث میں حصہ لینے والے 27 اراکین میں سے 6 خواتین نے 71 منٹ جبکہ 21 مرد اراکین نے 391 منٹ تک اظہار خیال کیا۔ اجلاس کی پہلی نشست میں وزیراعلیٰ کے مشیر برائے خزانہ نے ایوان میں موجودہ مالی سال کا بجٹ اور گزشتہ مالی سال کے ضمنی مطالبات زر پیش کئے، قائد حزب اختلاف نے دوسری نشست میں نئے مالی سال کے بجٹ پر بحث شروع کی اور 47 منٹ تک اظہار خیال کیا۔ ایوان نے اس مالی سال کیلئے 54 مطالبات زر جبکہ گزشتہ مالی سال کیلئے 27 ضمنی مطالبات زر کی منظوری دی۔

بحث میں حصہ لینے والے 27 اراکین میں سے 6 خواتین نے 71 منٹ جبکہ 21 مرد اراکین نے 391 منٹ تک اظہار خیال کیا

منظور کیے گئے قانونی مسودات

ایوان نے اجلاس کے دوران فانس بل کی منظوری کے علاوہ بلوچستان ریونیو اتھارٹی بل 2015 اور بلوچستان سیلز ٹیکس آن سروس بل 2015 کی بھی منظوری دی

بائیکاٹ اور احتجاج

حزب اختلاف نے اجلاس کی پہلی نشست کا بائیکاٹ کیا جبکہ خواتین اراکین نے بھی 5 ویں نشست میں احتجاج ریکارڈ کرایا۔
حزب اختلاف کا بائیکاٹ ترقیاتی فنڈز کی تقسیم اور چیئر مین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی تقرری میں ان سے مشاورت نہ کرنے کیخلاف تھا جبکہ خواتین نے احتجاج وزیراعلیٰ کے مشیر کی طرف سے نامناسب ریمارکس دینے پر کیا۔

خاص نکات

- ⇐ اجلاس 17 سے 25 جون تک 6 نشستوں میں منعقد ہوا
- ⇐ ہر نشست مقررہ وقت سے اوسطاً 30 منٹ کی تاخیر سے شروع ہوئی
- ⇐ ہر نشست کے آغاز اور اختتام پر ایوان میں موجود اراکین کی اوسط تعداد 32 مشاہدہ کی گئی
- ⇐ وزیراعلیٰ اور انکے مشیر برائے خزانہ تمام نشستوں میں شریک رہے تاہم قائد حزب اختلاف نے چار نشستوں میں شرکت کی
- ⇐ ڈپٹی سپیکر نے اجلاس کے مجموعی وقت کا 94 فیصد وقت تک صدارت کی بقیہ چھ فیصد وقت مختلف وقفوں پر صرف ہوا
- ⇐ اراکین نے 16 پوائنٹس آف آرڈرز پر 47 منٹ تک اظہار خیال کیا

15 واں اجلاس

بجٹ اجلاس کے دوران دو تہائی اراکین خاموش بیٹھے رہے

مردوں کے مقابلے میں خواتین اراکین کا کردار نمایاں طور پر جاندار رہا

وزیراعلیٰ (قائد ایوان) ایک سال کے وقفے کے بعد اجلاس میں شریک ہوئے

پنجاب اسمبلی کے بجٹ اجلاس برائے مالی سال 2015-16 کے دوران ایوان کے دو تہائی اراکین نے کوئی کردار ادا نہ کیا۔ قائد ایوان (وزیر اعلیٰ) بھی ایک سال کے وقفے کے بعد ایوان میں آئے۔ انہوں نے اس سے قبل گزشتہ بجٹ اجلاس کی 9ویں نشست میں شرکت کی تھی۔

368 اراکین پر مشتمل پنجاب کے عوامی ایوان کے 235 اراکین نے بجٹ پر بحث اور اسکی منظوری کے دوران انتہائی کم دلچسپی ظاہر کی۔ بحث میں حصہ لینے والے 133 اراکین میں 95 مرد جبکہ 38 خواتین شامل تھیں، خواتین نے مردوں کے مقابلے میں بحث کے دوران زیادہ دلجمعی کا مظاہرہ کیا۔ ایوان میں مجموعی تعداد کے اعتبار سے بھی خواتین کا تناسب پچاس فیصد رہا یعنی کل 76 خواتین میں سے 38 نے بجٹ اجلاس میں بھرپور انداز میں حصہ لیا جبکہ اسکے مقابلے میں مردوں کی شرح صرف 33 فیصد رہی، یعنی ایوان کے کل 292 مرد اراکین میں سے صرف 95 اراکین نے بحث اور منظوری کے عمل میں دلچسپی لی۔

صوبائی بجٹ پر بحث کے عمل کے دوران ایوان میں خواتین نے مجموعی طور پر 4 گھنٹے اور 44 منٹ جبکہ مرد اراکین نے 18 گھنٹے 36 منٹ تک بحث کی۔

بحث میں شریک 38 خواتین میں سے 30 کا تعلق حکمران جماعت مسلم لیگ (ن)، 6 کا پاکستان تحریک انصاف جبکہ ایک، ایک کا تعلق بالترتیب پاکستان مسلم لیگ (ق) اور پیپلز پارٹی سے تھا۔ اسی طرح بحث میں شریک مرد اراکین میں سے 76 کا تعلق حکمران جماعت مسلم لیگ (ن)، 10 کا تعلق پاکستان تحریک انصاف، تین کا تعلق پاکستان مسلم لیگ سے تھا جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ضیا)، جماعت اسلامی اور ایوان کے آزاد اراکین میں سے ایک ایک رکن نے بحث میں شرکت کی۔

بحث میں حصہ نہ لینے والے اراکین میں سے 204 کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ن)، 14 کا پاکستان تحریک انصاف، 5 کا پاکستان پیپلز پارٹی، چار، چار کا پاکستان مسلم لیگ اور آزاد گروپ جبکہ دو کا پی این ایم ایل اور ایک ایک کا تعلق بہاولپور نیشنل عوامی پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ضیا) سے تھا۔

اجلاس کی تیسری نشست میں صوبائی وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر کی اور نئے مالی سال کا میزانیہ ایوان کے سامنے رکھا۔ قائد حزب اختلاف نے وزیر خزانہ کی ایک گھنٹہ دو منٹ دورانیے کی تقریر کے جواب میں چوتھی نشست میں 11 منٹ تک اظہار خیال کیا۔ ایوان نے اس دوران نئے مالی سال کیلئے مطالبات زر کی 43 تحاریک کی منظوری دی جبکہ 30 جون 2015 کو ختم ہونیوالے مالی سال کیلئے ضمنی مطالبات زر کی 40 تحاریک بھی منظور کی گئیں۔ ایوان نے نئے مالی سال کیلئے کٹوتی کی 6 اور گزشتہ مالی سال کے ضمنی مطالبات زر کیلئے کٹوتی کی 4 تحاریک کو مسترد کر دیا۔

اجلاس کے دوران ایجنڈے پر آنیوالے 11 حکومتی قانونی مسودات میں سے 10 کی منظوری دی گئی جبکہ ایک قانونی مسودے پنجاب خواتین پر تشدد

کیخلاف تحفظ بل 2015 کو مزید غور وخوض کیلئے موخر کر دیا گیا۔

مزید برآں اجلاس کے دوران ایک قانونی مسودہ پنجاب مطالعہ قرآن و سیرت (ترمیمی) آرڈیننس 2015 متعارف کرایا گیا جبکہ ایوان میں پیش کی گئی تمام 9 قراردادوں کی منظوری دی گئی۔

ایوان نے حکومتی نگرانی کے فریضے کی ادائیگی کیلئے 35 نشانذدہ اور 5 غیر نشانذدہ سوالات اٹھائے جن میں سے صرف 14 نشانذدہ سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ ان سوالات کی مزید وضاحت کیلئے اراکین نے 32 ضمنی سوالات بھی دریافت کئے۔

اجلاس کے دوران اراکین کی طرف سے پیش کئے جانے والے دو استحقاقی سوالات متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے گئے۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے اراکین کے ساتھ ایک سب انسپکٹر پولیس کی مبینہ بد سلوکی کیخلاف مشترکہ تحریک استحقاق بھی پیش کی گئی جبکہ حکمران جماعت کے ایک رکن نے بھی ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کیخلاف ایک تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی۔ اس تحریک استحقاق میں ڈی سی او پر معزز رکن کی زمین ہتھیانے کا الزام عائد کیا گیا۔

ایوان نے قائد حزب اختلاف کی کی طرف سے پیش کی گئی ایک تحریک التوا بھی بحث کیلئے منظور کی جس میں 8 ویں جماعت کی جغرافئے کی کتاب میں ہزارہ اور سرائیکی صوبوں کا نقشہ شائع کرنیکی مخالفت کی گئی۔ ایوان نے اجلاس کی دوسری نشست کے دوران اٹھائے گئے 4 توجہ دلاو نوٹسز اٹھائے جبکہ اراکین کی طرف سے اٹھائے جانیوالے والے 40 پوائنٹس آف آرڈرز پر اجلاس کے مجموعی وقت کا ایک فیصد یعنی 30 منٹ صرف ہوئے۔

بجٹ اجلاس کے دوران منظور کئے گئے قانونی مسودات

- دی یونیورسٹی آف جھنگ بل 2015
- دی یونیورسٹی آف ساہیوال بل 2015
- پنجاب موٹروہیکل، ٹرانزیکشن لائسنس بل 2015
- صوبائی موٹروہیکل (دوسرا ترمیمی) بل 2015
- پنجاب فنانس بل 2015
- پنجاب انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس بل 2015
- دی سٹیمپ (ترمیمی) بل 2015
- دی پنجاب ماس ٹرانزٹ اتھارٹی بل 2015
- دی غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازیخان (ترمیمی) بل 2015
- صوبائی موٹروہیکل (ترمیمی) بل 2015

خاص نکات

⇐ ہر نشست اوسطاً 1 گھنٹہ 7 منٹ کی تاخیر سے شروع ہوئی اور اوسطاً 3 گھنٹے 15 منٹ تک جاری رہی

⇐ ہر نشست کے آغاز پر ایوان میں موجود اراکین کی اوسط تعداد 48، اختتام پر 72 جبکہ نشست کے دوران کسی ایک وقت پر زیادہ سے زیادہ 122 ریکارڈ کی گئی

⇐ اقلیتی اراکین کی فی نشست اوسط حاضری 4 رہی

⇐ قائد ایوان نے اجلاس کی صرف دو نشستوں میں شرکت کی

⇐ قائد حزب اختلاف اور وزیر خزانہ نے 11، گیارہ نشستوں میں شرکت کی

⇐ سپیکر نے اجلاس کے مجموعی وقت کا 67 فیصد، ڈپٹی سپیکر نے 31 فیصد وقت تک اجلاس کی صدارت کی جبکہ بقیہ دو فیصد وقت وقفوں میں صرف ہوا

⇐ اجلاس کے دوران واک آوٹ کے 10 جبکہ اجتماعی احتجاج کا ایک واقعہ مشاہدہ کیا گیا

⇐ تحریک انصاف کے اراکین نے 3 جبکہ ایک آزاد رکن نے ایک بار کورم کی نشاندہی کی۔ گنتی کرنے پر تین بار کورم پورا پایا گیا جبکہ ایک بار نشست 40 منٹ کیلئے معطل کرنا پڑی

منظور کی گئی قراردادوں کے موضوعات

- مسلم لیگ (ن) کے رکن صوبائی اسمبلی رانا شمشاد اور انکے بیٹے کے قتل کی مذمت
- میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت
- بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے پاکستان مخالف بیان کی مذمت
- راجن پور کے علاقے ماڑی گورچانی میں ہل سٹیشن کے قیام کیلئے ادارے کے قیام کا مطالبہ
- صوبائی موٹر وہیکل اتھارٹی (ترمیمی) آرڈیننس 2015، پنجاب ماس ٹرانزٹ اتھارٹی آرڈیننس 2015 اور غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازیخان (ترمیمی) آرڈیننس 2015 میں توسیع کا مطالبہ
- کراچی میں گرمی اور لوڈ شیڈنگ کے باعث سینکڑوں لوگوں کے جاں بحق ہونے کی مذمت اور وفاق سے لوڈشیڈنگ میں کمی کرنے کا مطابہ
- بی بی سی کی ایم کیو ایم پر بنائی گئی رپورٹ میں عائد کئے گئے الزامات کی تحقیقات کرانے کا مطالبہ

18 واں اجلاس

خواتین قانون سازوں کی کارروائی میں غیر معمولی دلچسپی

پہلی نشست میں پیش کئے گئے بجٹ پر بحث کا آغاز 9 ویں نشست میں ہوا

30 میں سے 24 خواتین نے مجموعی طور پر 305 منٹ تک اظہار خیال کیا

سندھ کی صوبائی اسمبلی کے 20 ویں اجلاس میں خواتین قانون سازوں نے بھرپور انداز سے شرکت کی۔ 13 جون سے 25 جون 2015 تک منعقدہ اجلاس میں اگرچہ مجموعی طور پر اراکین کی دلچسپی کی سطح خاصی کم دکھائی دی تاہم 167 اراکین پر مشتمل ایوان میں سے جن 79 قانون سازوں نے کارروائی میں دلجمعی کیساتھ شرکت کی ان میں سے 24 خواتین تھیں۔ واضح رہے کہ ایوان میں خواتین اراکین کی مجموعی تعداد 30 جبکہ مرد اراکین کی 137 ہے۔

اجلاس کے دوران موجودہ مالی سال کیلئے 59 مطالبات زر جبکہ گزشتہ مالی سال کیلئے 50 ضمنی مطالبات زر پیش کئے گئے

سالانہ صوبائی بجٹ کو پیش اور منظور کرنے کیلئے طلب کئے گئے اجلاس میں خواتین اراکین نے مجموعی طور پر 305 منٹ جبکہ مرد اراکین نے 1178 منٹ تک اظہار خیال کیا۔ بحث میں حصہ لینے والی 24 خواتین میں سے 14 کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی، 6 کا متحدہ قومی موومنٹ ، 2 کا پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) اور ایک، ایک کا تعلق بالترتیب پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) سے تھا۔

بحث میں شریک نہ ہونیوالے 6 خواتین اور 82 مرد اراکین میں سے 54 کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی، 25 کا متحدہ قومی موومنٹ، 4 کا پاکستان مسلم لیگ (ن)، 3 کا پاکستان مسلم لیگ (ف) اور 2 کا تعلق نیشنل پیپلز پارٹی سے تھا۔

وزیر خزانہ نے اجلاس کی پہلی نشست میں ایوان میں بجٹ پیش کیا اور 2 گھنٹے 17 منٹ تک تقریر کی تاہم قائد حزب اختلاف نے فوری بجٹ بحث شروع کرنے کی بجائے 9 ویں نشست میں بجٹ پر 1 گھنٹہ 27 منٹ تقریر کی۔ اجلاس کے دوران موجودہ مالی سال کیلئے 59 مطالبات زر جبکہ گزشتہ مالی سال کیلئے 50 ضمنی مطالبات زر پیش کئے گئے۔ اسی طرح موجودہ مالی سال کیلئے ضمنی مطالبات زر پر کٹوتی کی 572 تحاریک جبکہ گزشتہ مالی سال کیلئے ضمنی مطالبات زر کیلئے کٹوتی کی 132 تحاریک کو ایوان نے مسترد کر دیا۔

اہم نکات

- اجلاس کی ہر نشست مقررہ وقت سے اوسطاً 1 گھنٹہ 17 منٹ تاخیر کیساتھ شروع ہوئی
- ہر نشست کا اوسط دورانیہ 3 گھنٹے 56 منٹ ریکارڈ کیا گیا
- ہر نشست کے آغاز پر موجود اراکین کی اوسط تعداد 41 اور اختتام پر 58 رہی
- قائد ایوان (وزیراعلیٰ) سات نشستوں میں جبکہ قائد حزب اختلاف 8 نشستوں میں شریک ہوئے
- سپیکر نے اجلاس کے مجموعی وقت کے 73 فیصد، ڈپٹی سپیکر نے 25 فیصد وقت تک اجلاس کی صدارت کی
- قانون سازوں نے 63 پوائنٹس آف آرڈرز پر 1 گھنٹہ 51 منٹ تک اظہار خیال کیا
- سپیکر نے دوسری اور تیسری نشستوں کے دوران کورم کی نشاندہی کو نظر انداز کر دیا جبکہ ساتویں نشست میں نشاندہی پر گنتی کرانے پر کورا پورا پایا گیا۔
- اجلاس کے دوران متعدد بار حزب اختلاف نے احتجاج اور واک آوٹس کئے، متحدہ قومی موومنٹ نے انفرادی طور پر سب سے زیادہ احتجاج ریکارڈ کرایا

ٹیکنالوجی کا محتاط استعمال کرنے کی ضرورت ہے

انتخابی عمل انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور کے ہم آہنگ ہونا چاہیے

پولنگ اسٹیشنز کے مقام کا آزادانہ و منصفانہ تعین شفاف انتخابات کا ایک لازمی جزو ہے

انتخابات میں حصہ لینے کے حق کو ملکی انتخابی قانون کے ذریعے تحفظ فراہم کیا جانا چاہیے

(ایک بڑے اشاعتی ادارے نے فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (فافن) کی معاونت سے ملک میں عوامی امنگوں اور مسلمہ بین الاقوامی روایات و اقدار اور قوانین وضوابط اور پاکستان کے آئین 1973 کی روشنی میں آزادانہ، منصفانہ اور شفاف انتخابی نظام کے قیام اور جمہوریت کے استحکام کیلئے پاکستان مقتدر حلقوں، سیاسی جماعتوں اور عوام کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کیں۔ ان کے ذریعے نہ صرف مسائل کا تعین کیا گیا بلکہ انکے حل کیلئے با ضابطہ سفارشات بھی پیش کی گئیں۔ متعین مسائل اور انکے حل پر مبنی سفارشات کی دوسری قسط قارئین ایوان عام کے استفادے کیلئے پیش ہیں۔)

مسئلہ نمبر 10۔۔۔ مؤثر انتخابی انتظام کیلئے ٹیکنالوجی کا استعمال

متعدد ممالک میں بیلٹ پیپرز پر سیکورٹی واٹر مارک اور بائیو میٹرک ووٹر رجسٹریشن کا تجربہ کامیاب رہا ہے

دنیا بھر میں انتخابی عمل ٹیکنالوجی کے ذریعے تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے۔ ٹیکنالوجی کا ایک بڑا اور موثر استعمال ویب سائٹس کے ذریعے آسان فہم طریقے سے انتخابی معلومات کی عوام تک ترسیل ہے۔ تاہم الیکشن کے انتظام اور ووٹنگ وغیرہ کے لیے ٹیکنالوجی کے استعمال کے تجربات بہت سارے ملکوں میں یا تو ناکام رہے ہیں یا تنازعات کا باعث بنے ہیں اس لیے ٹیکنالوجی کے استعمال کے حوالے سے احتیاط کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر نادرا کا یہ اعتراف کہ "مقناطیسی سیاہی" کے استعمال کے باوجود 2013 کے انتخابات میں انگوٹھوں کے نشانات کی تصدیق میں ناکامی ہوئی۔ الیکٹرو ونک ووٹنگ پر بالخصوص ترقی پزیر ممالک میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے واقفیت نہ ہونے کی بنا پر شدید تنقید کی گئی ہے کیونکہ اس عمل میں کوئی دستاویزی ثبوت باقی نہیں رہتا جس کی بنا پر تنازعے کی صورت میں ووٹ کی تصدیق کی جا سکے۔ دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ متعدد ممالک میں بیلٹ پیپرز پر سیکورٹی واٹر مارک اور بائیو میٹرک ووٹر رجسٹریشن کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔

انتخابی قوانین میں اس طور پر ترمیم کی جانی چاہیے کہ ایک امیدوار ایک ہی حلقے سے انتخاب لڑ سکے

اور بائیو میٹرک ووٹر رجسٹریشن کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔

سفارشات:

پاکستان میں انتخابات کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور کے ہم قدم ہونا چاہیے کم از کم الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ویب سائٹ پر دستیاب معلومات کے معیار اور مواد میں بہتری ناگزیر ہے۔ پارلیمنٹ کو پاکستانی اور بین الاقوامی ماہرین پر مشتمل کمیٹی تشکیل دینی چاہیے جو انتخابات سے متعلق ٹیکنالوجی آپشنز کے محاسن اور عیوب کا جائزہ لے۔ پہلی ترجیح بیلٹ پیپر پر سیکورٹی واٹر مارک اور بائیو میٹرک ووٹر رجسٹریشن ہونی چاہیے کیونکہ یہ اقدام پاکستان میں ہونے والے انتخابات پر بار بار اٹھنے والے اعتراضات کو دور کرے گا۔ انتخابی عمل میں اس ٹیکنالوجی کا استعمال ضمنی انتخابات کے دوران کر لینا چاہیے تاکہ عام انتخابات تک اس معاملے میں سامنے آنے والے مسائل سے بخوبی نمٹا جا سکے۔

مسئلہ نمبر 11 --- پولنگ اسٹیشنز تک شہریوں کی رسائی۔

کسی اثر و نفوذ کے بغیر انتخابی حکام کی جانب سے آزادانہ طور پر پولنگ اسٹیشنز کے مقام کا تعین شفاف انتخابات کا ایک لازمی جزو ہے۔ پولنگ اسٹیشنز کے مقام اور حدود کے تعین میں آخری وقت میں کی گئی تبدیلیوں سے نہ صرف ووٹر بلکہ امیدوار کے ایجنٹس اور مبصرین کو ان کی متعینہ جگہ پر پہنچنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ اس سے ابہام بھی پیدا ہوتا ہے۔ پاکستان کے انتخابی قوانین میں اس طرح کی آخری لمحات میں کی جانے والی تبدیلیوں کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ ان سے ووٹروں اور امیدواروں میں شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ انتخابی عمل میں سیاسی مقاصد کے لیے ساز باز کی جا رہی ہے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ الیکشن حکام کو ہر پولنگ اسٹیشن کی مکمل معلومات، بشمول ہر اسٹیشن میں رجسٹرڈ ووٹروں کی تعداد معلوم ہونی چاہئیں تاکہ وہ حساس انتخابی مواد جیسے کہ بیلٹ پیپرز ہر مقام پر پہنچا سکیں تاکہ انتخابی نتائج اور عمل درست طور پر سرانجام پا سکے۔

سفارشات:

انتخابی قوانین میں اس طور پر ترامیم کی جانی چاہئیں کہ ہر حلقے میں شفاف اور مشاورتی عمل سے مستقل پولنگ اسٹیشنز کی ایک فہرست مرتب کی جائے جو کہ 3 سال کے لیے نافذ العمل ہو اس پر ایک اور مشاورتی عمل کے ذریعے نظر ثانی کی جاتی رہے۔ انتخابی قوانین اس بات کو یقینی بنائیں کہ اس متفقہ پولنگ اسکیم میں انتخابی دن سے قبل کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ کسی بھی ہنگامی صورتحال میں لائی جانے والی تبدیلیاں چاہے وہ پولنگ اسٹیشن کے مقام یا پولنگ اسکیم کے حوالے سے ہوں ان کی بابت الیکشن کمیشن سے تحریری منظوری حاصل کی جائے اور ان تبدیلیوں کو ووٹرز اور حلقے میں موجود دیگر اسٹیک ہولڈرز کی آگاہی کے لیے وسیع پیمانے پر مشتہر کیا جائے اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ویب سائٹ پر بھی نشر کیا جائے۔

متفقہ پولنگ اسکیم میں انتخابی دن سے قبل کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی

مسئلہ نمبر 12 --- اُمیدواروں کی اہلیت جانچنے کا عمل۔

شہریوں کے انتخابات میں حصہ لینے کے حق کو ملکی انتخابی قانون کے ذریعے تحفظ فراہم کیا جانا چاہیے۔ امیدواروں کی اہلیت کے لیے نامناسب شرائط اور چھان بین کا پیچیدہ عمل انتخابی عمل کی ساکھ پر سوالات اٹھاتا ہے جیسا کہ 2013 کے عام انتخابات میں دیکھنے میں آیا۔

سفارشات:

انتخابی قوانین میں واضح طور بیان کیا جانا چاہیے کہ امیدوار کی اہلیت اور نااہلیت کا دارومدار ریٹرننگ آفیسر کی اپنی سمجھ بوجھ اور تشریح پر نہیں ہے۔ انتخابی عمل میں اسکروٹنی کے لیے ایک یکساں معیار کا نظام ہونا چاہیے اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کی یہ ذمہ داری ہونی چاہیے کہ وہ اس نظام کو یکساں طور پر نافذ کرے۔ امیدوار کی اسکروٹنی کے لیے 3 ہفتے مقرر ہونے چاہئیں تاکہ الیکشن کمیشن آف پاکستان امیدوار کی جانب سے جمع کرائی گئی دستاویزات کی تصدیق کا عمل مکمل کر لے۔ مزید برآں انتخابی قوانین میں اس طور پر ترمیم کی جانی چاہیے کہ ایک امیدوار ایک ہی حلقے سے انتخاب لڑ سکے تاکہ بہت سے ضمنی انتخابات کے انعقاد سے بچا جا سکے اور وقت اور سرمائے کی بچت ہو۔

امیدواروں کی حتمی فہرست (فارم V) جاری کرنے سے پہلے امیدواروں کے بارے میں معلومات عوام الناس کی آگاہی کے لیے شائع کی جانی چاہئیں اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ووٹروں کو آگاہ کرنا چاہیے کہ وہ ان معلومات تک کیسے رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

وقفہ سوالات: حکومت کی جواب دہی کا موثر ذریعہ ہے

اسکے ذریعے اراکین قومی اہمیت کے معاملات پر کسی بھی طرح کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ایوان کے ہر اجلاس کی ہر نشست (سوائے منگل) کا پہلا گھنٹہ سوالات و جوابات کیلئے مختص ہوتا ہے

وقفہ ء سوالات مقننہ کو اختیار دیتا ہے کہ انتظامیہ کو عوام کے سامنے جواب دہ ٹھہرائیں۔ وقفہ سوالات ممبران پارلیمان کو وزارتوں اور ان کے ذیلی شعبوں کی سرگرمیوں سے موثر طور پر آگاہ رکھنے کا بھی ایک اہم ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں اراکین اسکے ذریعے سے قومی اہمیت کے معاملات پر کسی بھی طرح کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح حکومت کی توجہ ان عوامی شکایات کی طرف دلا سکتے ہیں جو عوام کی طرف سے آئیں تاکہ ان کا ازالہ کیا جائے۔

سوالات کی باضابطہ پیشگی اطلاع (نوٹس)

ایک رکن پندرہ روزہ باضابطہ پیشگی اطلاع کے ذریعے سوال پوچھ سکتا ہے۔ سوال مختصر اور دوٹوک ہونا چاہئے اور متعلقہ وزیر کو لازمی طور پر مخاطب کیا جانا چاہئے۔

سوالات کے لئے وقت

ہر نشست کا پہلا گھنٹہ (قومی اسمبلی میں ہر منگل کے علاوہ) تلاوتِ قرآن کے بعد اور ممبران سے حلف برداری کے بعد، سوالات پوچھنے اور ان کے جوابات کے لئے مختص ہوتا ہے۔ ممبران کی نجی کارروائی کے دن وقفہ ء سوالات نہیں ہوتا۔

سوالات کی اقسام

ہر رکن ایک نشست میں دو نشان دار (Starred Question) اور دو بلا نشان دار (Unstarred Question) سوالات کر سکتا ہے۔

> جس سوال کا زبانی کے علاوہ تحریری جواب بھی ایوان میں پیش کیا جائے اسو نشاندار سوال کہا جاتا ہے

نشاندہ سوالات

نشاندار سوال سے مراد وہ سوال ہے جس کا تحریری اور زبانی جواب ایوان میں فراہم کیا جاتا ہے۔ سوال جس محکمے، ڈویژن یا وزارت سے متعلق ہو اسکا جواب بھی اسی محکمے، ڈویژن یا وزارت کا وزیر یا اسکا نامزد رکن ایوان میں پیش کرتا ہے۔ جو رکن متعلقہ وزیر سے نشان دار سوال کرنا چاہتا ہے اس سوال پر ستارے ê کا نشان لگا کر نمایاں کر دیتا ہے۔ اسی لئے اس سوال کو نشاندار یا نشاندہ سوال کہا جاتا ہے۔

جب ایک سوال کا جواب دے دیا جائے تو پھر کوئی بھی رکن جواب کی مزید وضاحت کے لئے دو اضافی سوالات (دو سے زیادہ نہیں) پوچھ سکتا ہے بشرطیکہ سپیکر قوانین کے تحت ان کے قابل قبول ہونے کی اجازت دے۔ بعض اوقات ایک ہی نشاندہ سوال کی وضاحت کیلئے ایک سے زیادہ یا بہت سے اراکین سوالات دریافت کرتے ہیں جسکے باعث انکی تعداد کافی بھی ہو سکتی ہے۔ وضاحت کے طور پر پوچھے جانے والے ان سوالات کو ضمنی سوال بھی کہا جاتا ہے۔

> سپیکر کی اجازت سے اراکین فوری عوامی اہمیت کے معاملے پر بلا نوٹس بھی سوالات پوچھ سکتے ہیں

بلا نشان سوالات

بلا نشان سوال وہ سوال ہوتا ہے جس پر صرف تحریری جواب فراہم کیا جاتا ہے اور متعلقہ وزیر یا اسکا نامزد رکن خود نہیں پڑھتا۔ متعلقہ وزیر کی جانب سے جواب کے بعد سوال کے مختلف پہلوؤں سے وضاحت یا جواب کے حوالے سے کوئی بھی رکن زیادہ سے زیادہ دو اضافی سوالات پوچھ سکتا ہے۔

مختصر نوٹس کے سوالات

کسی بھی فوری عوامی اہمیت کے معاملے پر، سپیکر اور متعلقہ وزیر کی رضا مندی سے، ایک رکن مختصر نوٹس کے ذریعے سوال پوچھ سکتا ہے۔

قومی مالیاتی کمیشن

وفاق اور صوبوں کے درمیان محاصل کی تقسیم کا فورم

صوبوں کو محاصل میں سے حصہ دینے کی سفارشات صدر کو پیش کرنا کمیشن کے فرائض میں شامل ہے

وفاق اور صوبائی وزرائے خزانہ ایوارڈ پر عمل درآمد کا جائزہ لینے، رپورٹس پارلیمان میں پیش کرنے کے پابند ہیں

وفاق اور صوبوں کے درمیان محاصل کی تقسیم کے لیے آئین کے آرٹیکل 160 کے تحت قومی مالیاتی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے۔ یہ کمیشن وفاقی حکومت کے وزیرمالیات، صوبائی حکومتوں کے وزرائے مالیات اور ایسے دیگر اشخاص پر مشتمل ہوتا ہے جنھیں صدر صوبوں کے گورنروں سے مشورے کے بعد مقرر کرتا ہے۔ قارئین کو اس اہم آئینی فورم کے فرائض اور طریق کار کے حوالے سے اہم معلومات پیش کی جارہی ہیں۔

کمیشن کی سفارشات:

1۔ قومی مالیاتی کمیشن کا فرض ہے کہ وہ صدر مملکت کو حسب ذیل کے بارے میں سفارشات پیش کرے۔

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے اختیار کے تحت مندرجہ ذیل وصول شدہ محصولات کی خالص آمدنی (وہ آمدنی جو وصولی کے اخراجات وضع کرنے کے بعد باقی بچے اور اس کی تحقیق و تصدیق آڈیٹر جنرل کی طرف سے کی جائے گی۔)

محصولات کی وفاق اور صوبوں کے درمیان تقسیم:

(اول) آمدنی پر محصولات جس میں محصول کارپوریشن شامل ہے لیکن وفاقی مجموعی فنڈ میں سے اداشدہ معاوضے پر مشتمل آمدنی پر محصولات شامل نہیں ہیں؛

(دوم) درآمد شدہ، برآمد شدہ، پیداکردہ، مصنوعہ یا صرف شدہ مال کی فروخت اور خرید پر محصول۔

(سوم) کپاس پر برآمدی محصولات اور ایسے دوسرے برآمدی محصولات جن کی صراحت صدر کرے۔

(چہارم) آبکاری کے ایسے محصولات جن کی صدر صراحت کرے آئین کے آرٹیکل 160 میں اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے یہ اضافہ کیا گیا ہے۔

(پنجم) ایسے دوسرے محصولات جن کی صدر صراحت کرے:

(ب) وفاقی حکومت کی جانب سے صوبائی حکومتوں کو امدادی رقوم دینا

(ج) وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے قرضہ لینے کے ان اختیارات کا استعمال جو آئین نے عطا کیے ہیں۔

(د) مالیات سے متعلق کوئی اور معاملہ جسے صدر نے کمیشن کو ارسال کیا ہو

2۔ قومی مالیاتی کمیشن کے ہر ایوارڈ میں صوبوں کا حصہ پچھلے ایوارڈ میں ادا کردہ حصے سے کم نہیں ہوگا۔

3۔ قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات وصول ہونے کے بعد کسی فرمان کے جاری کرنے سے پہلے کسی بھی وقت، صدر، فرمان کے ذریعے، وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے درمیان محاصل کی تقسیم کے بارے میں قانون میں کوئی ایسی ترمیم یا ردوبدل کرسکے گا جسے وہ ضروری یا قرین مصلحت سمجھے۔

4۔ صدر، فرمان کے ذریعے، امداد کے ضرورت مند صوبوں کے محاصل کے لیے امدادی رقوم دے سکے گا اور ایسی امدادی رقوم وفاقی مجموعی فنڈ سے واجب الادا ہوں گی؛

سفارشات پر عمل درآمد: قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات موصول ہونے کے بعد، جتنی جلد ہوسکے، صدر، فرمان کے ذریعے، کمیشن کی سفارشات کے مطابق، مذکورہ محاصل کی اصل آمدنی کی اس حصے کی صراحت کرے گا جو ہر صوبے کے لیے مختص کیا جائے گا اور وہ حصہ متعلقہ صوبے کی حکومت کو ادا کردیا جائے گا اور وفاقی مجموعی فنڈ کا حصہ نہیں بنے گا۔

ایوارڈ پر عمل درآمد: 1۔ وفاقی وزیرخزانہ اور صوبائی وزرائے خزانہ ہر سال دو مرتبہ ایوارڈ پر عمل درآمد کا جائزہ لیں گے اور اپنی رپورٹیں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے دونوں ایوانوں (سینیٹ و قومی اسمبلی) اور صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کریں گے۔*

ایسی کوئی جائیداد، جس کا کوئی جائز مالک نہ ہو، اگر کسی صوبے میں واقع ہو، تو اس صوبائی حکومت کی ملکیت ہوگی

5۔ قدرتی گیس اور پن بجلی: (الف) قدرتی گیس کے سرچشمہ پر عائد کردہ اور وفاقی حکومت کی طرف سے وصول کردہ وفاقی محصول آب کاری اور وفاقی حکومت کی جانب سے وصول کردہ رائلٹی کی خالص آمدنی، وفاقی مجموعی فنڈ کا حصہ نہیں بنے گی اور وہ اس صوبہ کو ادا کردی جائے گی جس میں قدرتی گیس کا سرچشمہ واقع ہو۔ (ب) تیل کے سرچشمہ پر عائد کردہ اور وفاقی حکومت کی جانب سے وصول کردہ خالص آمدنی، وفاقی مجموعی فنڈ کا حصہ نہیں بنے گی اور وہ اس صوبہ کو ادا کردی جائے گی جس میں تیل کا سرچشمہ واقع ہو۔

وفاقی حکومت یا کسی ایسے ادارے کی طرف سے جو وفاقی حکومت نے قائم کیا ہو یا اس کے زیر انتظام ہو کسی پن بجلی گھر سے بجلی کی تھوک مقدار میں پیداوار سے کمائے ہوئے اصل منافع جات اس صوبے کو ادا کر دیے جائیں گے جس میں وہ پن بجلی گھر واقع ہو۔

6۔ کسی صوبے کو محصولات سے تفویض کردہ کلی یا جزوی آمدنی سے متعلق قانون سازی پر صدر مملکت کی پیشگی منظوری: مندرجہ ذیل محصولات پر اثر انداز ہونے والا مسودہ قانون (نیا قانون یا ترمیم) صدر مملکت کی پیشگی منظوری کے بغیر نہ قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی تحریک کی جائے گی۔ ایسا ٹیکس یا ایسی ڈیوٹی عائد کرنا یا تبدیل کرنا جس کی اصل آمدنی کلی یا جزوی طور پر کسی صوبے کو تفویض کی جاتی ہو۔ ایسا بل جس سے "زرعی آمدنی" کی اصطلاح کا وہ مفہوم تبدل ہوتا ہو جو آمدنی ٹیکس سے متعلق وضع کردہ قوانین کی اغراض کے لیے متعین کیا گیا ہو۔ ایسا مسودہ قانون یعنی بل جو ان اصولوں کو متاثر کرتا ہو جن کی بنیاد پر مندرجہ ذیل صورتوں میں رقوم صوبوں میں تقسیم کی جاتی ہیں یا کی جاسکتی ہیں۔

(الف) قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات پر؛

(ب) قدرتی گیس اور پن بجلی پر وفاقی حکومت کی طرف سے وصول کردہ وفاقی محصول آب کاری اور حق ملکیت پر معاوضہ / رائلٹی

7۔ پیشوں وغیرہ کے بارے میں صوبائی محصولات: کوئی صوبائی اسمبلی، ایکٹ کے ذریعے، ایسے ٹیکس، جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی طرف سے منظور شدہ ایکٹ کے ذریعے وقتاً فوقتاً مقرر کردہ حد سے تجاوز نہ کریں، ان اشخاص پر عائد کرسکے گی جو پیشوں، کاروبار، روزگار یا پیشہ ورانہ کاموں میں مصروف ہوں، اور اس اسمبلی کے ایسے کسی ایکٹ سے یہ تصور نہیں کیا جائے گا کہ آمدنی پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔

جائیداد کی ملکیت اور اس کے بارے میں اختیارات

1۔ لاوارث جائیداد:
(الف) آئین کے آرٹیکل 172 کی رُو سے ایسی کوئی جائیداد، جس کا کوئی جائز مالک نہ ہو، اگر کسی صوبے میں واقع ہو، تو اس صوبائی حکومت کی ملکیت ہوگی، بصورت دیگر ایسی جائیداد وفاقی حکومت کی ملکیت ہوگی۔

زیر سمندر یا سمندر کنارے واقع تمام اراضیات، معدنیات اور دوسری قیمتی اشیاء وفاقی حکومت کی ملکیت ہوں گی۔

(ب) تمام اراضیات، معدنیات اور دوسری قیمتی اشیاء جو پاکستان کے براعظمی کنار آب کے اندر یا پاکستان کے علاقائی سمندر کی حد سے باہر، سمندر کے نیچے ہوں، وفاقی حکومت کی ملکیت ہوں گی۔

(ج) صوبہ کے اندر معدنی تیل اور قدرتی گیس یا ان میں علاقائی پانی اس صوبہ اور وفاقی حکومت کی مشترکہ اور مساوی ملکیت ہوں گے، تاہم موجودہ وعدوں اور ذمہ داریوں کو پورا کیا جائے گا۔

2۔ جائیداد حاصل کرنا اور معاہدے کرنا:

ہر صوبہ کو مندرجہ ذیل انتظامی اختیار حاصل ہے:

(الف) متعلقہ صوبائی حکومت کی ملکیت میں موجود کوئی جائیداد کسی کو عطا کردے، فروخت کردے، بذریعہ دستاویز کسی کو منتقل کردے یا رہن رکھ دے؛

(ب) متعلقہ صوبائی حکومت کی طرف سے جائیداد خریدے یا حاصل کرے اور اس سلسلے میں معاہدات کرے۔

(ج) کسی صوبہ کی اغراض کے لیے حاصل کردہ تمام جائیداد، اس صوبائی حکومت کی ملکیت ہوگی؛

(د) کسی صوبہ کا انتظامی اختیار استعمال کرتے ہوئے، تمام معاہدات میں یہ اظہار کیا جائے گا کہ وہ صوبہ کے گورنر کے نام سے کیے گئے ہیں اور مذکورہ اختیار استعمال کرتے ہوئے کیے گئے تمام معاہدات اور تکمیل کی گئی تمام دستاویزات جائیداد پر گورنر کی جانب سے ایسے اشخاص دستخط کریں گے اور ایسے طریقے پر

> **صوبہ کے اندر معدنی تیل اور قدرتی گیس یا ان میں علاقائی پانی اس صوبہ اور وفاقی حکومت کی مشترکہ اور مساوی ملکیت ہوں گے**

کیے جائیں گے جن کی وہ ہدایت کرے یا اجازت دے۔

(ح) کسی صوبہ کے انتظامی اختیارات استعمال کرتے ہوئے کسی معاہدہ یا تکمیل کردہ کسی جائیداد کے بارے میں کسی صوبے کا گورنر ذاتی طور پر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اسی طرح کوئی ایسا شخص جو گورنر کی جانب سے کوئی ایسا معاہدہ کرے یا کسی دستاویز جائیداد کی تکمیل کرے اس سلسلے میں ذاتی طور پر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(چ) انتقال اراضی: وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی طرف سے اراضی کے انتقال کو قانون کے ذریعے باضابطہ کیا جائے گا۔

3۔ مقدمات وکارروائیاں:

وفاق کی جانب سے اور اس کے خلاف، پاکستان سے مقدمہ دائر کیا جاسکے گا اور کسی صوبے کی جانب سے اور اس کے خلاف اس صوبہ کے نام سے مقدمہ دائر کیا جاسکے گا۔

متفرق مالیاتی احکامات

1۔ مجموعی فنڈ سے عطیات: کوئی صوبہ کسی غرض کے لیے عطیات دے سکے گا، بلالحاظ اس امر کے کہ غرض وہ نہ ہو جس کے بارے میں کوئی صوبائی اسمبلی قانون وضع کرسکتی ہے۔

صوبائی حکومت کا قرض لینا:

کسی صوبہ کو صوبائی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر، صوبائی اسمبلی کے کسی ایکٹ کے ذریعے مقررہ حدود کے اندر، اگر کوئی ہوں، قرض لینے اور ضمانتیں دینے کا انتظامی اختیار حاصل ہے۔ کوئی صوبہ وفاقی حکومت کی رضامندی کے بغیر درج صورتوں میں کوئی قرضہ حاصل نہیں کرسکے گا۔ اگر صوبہ کے ذمہ اس قرضے کا جو وفاقی حکومت کی طرف سے اسے دیا گیا ہو، کوئی حصہ ابھی تک باقی ہو؛ اگر صوبہ کے ذمہ ایسا قرضہ باقی ہو، جس کی بابت وفاقی حکومت نے ضمانت دی ہو۔

مذکورہ بالا صورتوں میں، ایسی شرائط کے تحت جو وہ عائد کرنا مناسب سمجھے، وفاقی حکومت اپنی رضامندی دے سکتی ہے۔ وفاقی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر، ایسی حدود کے اندر اور ایسی شرائط کے تحت جو قومی معاشی کونسل نے طے کی ہوں، کوئی صوبہ ملکی یا بین الاقوامی قرضہ حاصل کرسکے گا۔

2۔ وفاقی املاک / آمدنی کا صوبائی محصول سے استثنٰی: وفاقی حکومت کی املاک یا آمدنی پر کسی صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت کوئی محصول عائد نہیں کیا جائے گا۔

3۔ صوبائی املاک / آمدنی کا وفاقی محصول سے استثنٰی: کسی صوبائی حکومت پر اس کی املاک یا آمدنی پر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے تحت کوئی محصول عائد نہیں کیا جائے گا۔

4۔ ایک صوبے کی املاک / آمدنی کا دوسرے صوبے کے محصول سے استثنٰی: کسی صوبائی حکومت پر اس کی املاک یا آمدنی پر کسی دوسرے صوبے کی صوبائی اسمبلی کے تحت کوئی محصول عائد نہیں کیا جائے گا۔

5۔ تجارت / کاروبار میں مستعمل املاک اور تجارت / کاروبار سے حاصل شدہ آمدنی پر محصول: اگر کسی صوبے کی حکومت کسی قسم کی تجارت یا کاروبار، اپنے صوبے سے باہر کرتی ہو، یا اس کی طرف سے کیا جاتا ہو، تو اس تجارت / کاروبار میں مستعمل املاک، یا اس تجارت / کاروبار سے حاصل شدہ آمدنی پر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے تحت، یا جس صوبے میں وہ تجارت یا کاروبار کیا جاتا ہو، اس صوبے کی صوبائی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت محصول عائد کیا جاسکے گا۔ اس سلسلے میں خدمات پر فیس عائد کرنے میں بھی کوئی امر مانع نہیں ہوگا۔

صدرِ مملکت:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق پاکستان کی وفاقی جمہوریہ کا ایک صدر ہوگا جو مملکت کا سربراہ ہوگا اور جمہوریہ کے اتحاد کی نمائندگی کرے گا۔ وہ مسلمان ہوگا، اس کی عمر کم از کم ۴۵ سال ہوگی اور وہ قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا اہل ہوگا۔ آئین کے شیڈول دوّم میں تحریر شدہ طریقہ کار کے مطابق دونوں ایوانوں اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان پر مشتمل انتخابی ادارہ صدرِ مملکت کا انتخاب کرے گا۔ عہدہ سنبھالنے سے قبل چیف جسٹس پاکستان کے سامنے آئین کے شیڈول سوم میں درج شدہ عبارت پر حلف اُٹھائے گا۔ صدر، پاکستان کی ملازمت میں کسی منفعت بخش عہدے پر فائز نہیں ہوگا اور نہ کوئی دوسری حیثیت اختیار کرے گا جو خدمات کے صلہ میں معاوضہ کے حق کی حامل ہو۔ صدر پانچ سال کی مدت تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔ صدر کے عہدے پر فائز کوئی شخص اس عہدے کے لیے دوبارہ انتخاب کا اہل ہوگا لیکن کوئی شخص دو متواتر میعادوں سے زیادہ اس عہدے پر فائز نہیں ہوگا۔ صدر، قومی اسمبلی کے اسپیکر کے نام اپنے ہاتھ سے لکھی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے مستعفی ہوسکے گا۔

آئین پاکستان اور شہریوں کے بنیادی حقوق

آئین میں درج بنیادی حقوق کے منافی قانون کو منسوخ کیا جا سکتا ہے

قانون کی نظر میں تمام پاکستانی برابر کے شہری ہیں، کسی قسم کا امتیاز خلاف آئین ہے

آئین پاکستان میں بنیادی حقوق کو انتہائی اہمیت دی گئی ہے۔ ایسا قانون جو بنیادی حقوق سے متصادم ہو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔ پارلیمان کو اس بات کا پابند کر دیا گیا ہے کہ ماسوا ان مستثنیات کے جو آئین میں درج ہیں، بنیادی حقوق کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا۔ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ بنیادی حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ شخصی سلامتی: کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے۔

2۔ گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ: کسی شخص کو جسے گرفتار کیا گیا ہو، گرفتاری کی وجوہات سے جس قدر جلد ہو سکے آگاہ کیے بغیر نہ تو نظر بند کیا جائے گا اور نہ اسے اپنی پسند کے کسی وکیل سے مشورہ کرنے اور اس کے ذریعے صفائی پیش کرنے کے حق سے محروم کیا جائے گا۔ گرفتار شدہ/ نظر بند شخص کو 24 گھنٹے کے اندر کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازم ہے

3۔ غلامی اور جبری مشقت ممنوع ہے۔

4۔ ہر شہری کو مؤثر بہ ماضی قانون کے ذریعے سزا سے تحفظ دیا گیا ہے۔

5۔ ہر شہری کو دہری سزا اور اپنی ذات کے خلاف شہادت سے تحفظ حاصل ہے۔

6۔ ہر شہری کو عزتِ نفس اور وقار کا تحفظ حاصل ہے۔

7۔ مفادِ عامہ کے پیشِ نظر قانون کے ذریعے عائد کردہ کسی معقول پابندی کے تابع ہر شہری کو نقل و حرکت وغیرہ کی آزادی حاصل ہے۔

8۔ امنِ عامہ کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ کسی معقول پابندی کے تابع ہر شہری کو اجتماع کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

9۔ امنِ عامہ کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ کسی معقول پابندی کے تابع ہر شہری کو انجمن سازی کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

10۔ ہر شہری کو جائز تجارت، کاروبار اور اپنی پسند کا جائز پیشہ اختیار کرنے کا حق ہے۔

11۔ قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع ہر شہری کو تحریر و تقریر کی آزادی ہے۔

12۔ قانون، امنِ عامہ اور اخلاق کے تابع ہر شہری کو مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی ہے۔

13۔ ہر شہری کو اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی ترویج کے لیے ٹیکس یا محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

14۔ کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب سے متعلق مذہبی تعلیم حاصل کرنے، کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

15۔ قانون کے تحت ہر شہری کو جائیداد کی خرید و فروخت کا حق حاصل ہے۔

16۔ ہر شہری کو حقوق ملکیت کا تحفظ دیا گیا ہے۔

17۔ تمام شہریوں کو مساوی قرار دیا گیا ہے۔

18۔ عام مقامات پر داخلہ سے متعلق کوئی امتیاز نہیں کیا جا سکتا

19۔ ہر شہری کو ملازمتوں میں امتیاز کے خلاف تحفظ حاصل ہے۔

20۔ ہر شہری کو اپنی زبان، رسم الخط اور ثقافت کو فروغ دینے اور اس کے لیے ادارے قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔

امیر حیدر خان ہوتی

امیر حیدر خان ہوتی نے اپنے سیاسی سفر کا آغاز 1990 میں عوامی نیشنل پارٹی کے ایک رہنما کے طور پر کیا

2008 کے عام انتخابات میں آپ نے ایک بار پھر صوبائی نشست پی ایف 23 سے انتخاب لڑا

صوبہ خیبر پختون خوا کے سابق وزیر اعلیٰ امیر حیدر ہوتی نے عام انتخابات 2013 میں قومی اور صوبائی اسمبلی کے ایک ایک حلقے سے عوامی نیشنل پارٹی کے ٹکٹ پر انتخاب لڑے اور دونوں نشستوں پر ہی کامیابی حاصل کی۔ انکے مدمقابل امیدواروں کا تعلق تحریک انصاف سے تھا۔امیر حیدر ہوتی نے قومی اسمبلی کے حلقہ این اے 9 کی نشست برقرار رکھی جبکہ صوبائی نشست پی کے 23 سے مستعفی ہوئے۔

امیر حیدر خان ہوتی نے اپنے سیاسی سفر کا آغاز 1990 میں عوامی نیشنل پارٹی کے ایک رہنما کے طور پر کیا۔صوبے کا وزیر اعلی منتخب ہونے سے پہلے وہ عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی ڈپٹی سیکرٹری کے عہدے پر فائز تھے۔آپ نے صوبائی اسمبلی کی نشست کیلئے پہلی بار 2002 کے عام انتخابات میں ضلع مردان کے ایل حلقے سے حصہ لیا تاہم مدمقابل متحدہ مجلس عمل کے امیدوار اکرام اللہ شاہد یہ نشست جیتنے میں کامیاب رہے۔ بعد ازاں 2008 کے عام انتخابات میں آپ نے ایک بار پھر صوبائی نشست پی ایف 23 سے انتخاب لڑا اور اپنے مدمقابل امیدواروں اکرام اللہ شاہد اور ارشد احمد کو ہرانے میں کامیاب رہے۔امیر حیدر خان ہوتی اس وقت ایوان زیریں کی مجلس قائمہ برائے امور خارجہ، ریاستوں اور سرحدی علاقہ جات کا رکن ہونے کیساتھ ساتھ امور کشمیر پر قائم خصوصی کمیٹی کے بھی رکن ہیں۔

کارکردگی

14ویں قومی اسمبلی کے پہلے پارلیمانی سال کے دوران امیر حیدر خان ہوتی نے مجموعی طور پر ایوان کے 5 اجلاسوں میں شرکت کی جبکہ 3 اجلاسوں کے دوران باضابطہ کارروائی میں حصہ لیا۔ آپ نے چوتھے اجلاس کی بارہویں نشست میں امن و امان کے موضوع پر ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا،5ویں اجلاس کی تیسری نشست میں ایک توجہ دلاو نوٹس کے ذریعے مردان میں لوڈ شیڈنگ کے مسئلے پر توجہ دلائی جبکہ دوسرے آٹھویں اور بارہویں اجلاس کی بالترتیب تیسری، دوسری اور دسویں نشست میں ایوان کی باضابطہ کارروائی میں حصہ لیا۔

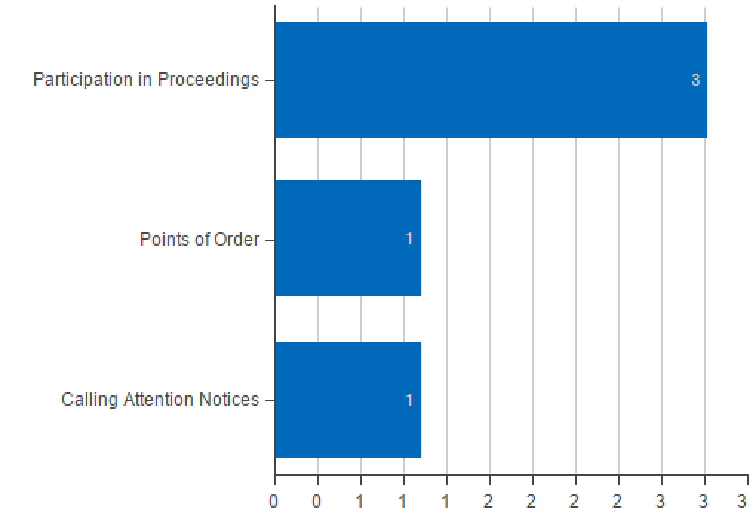

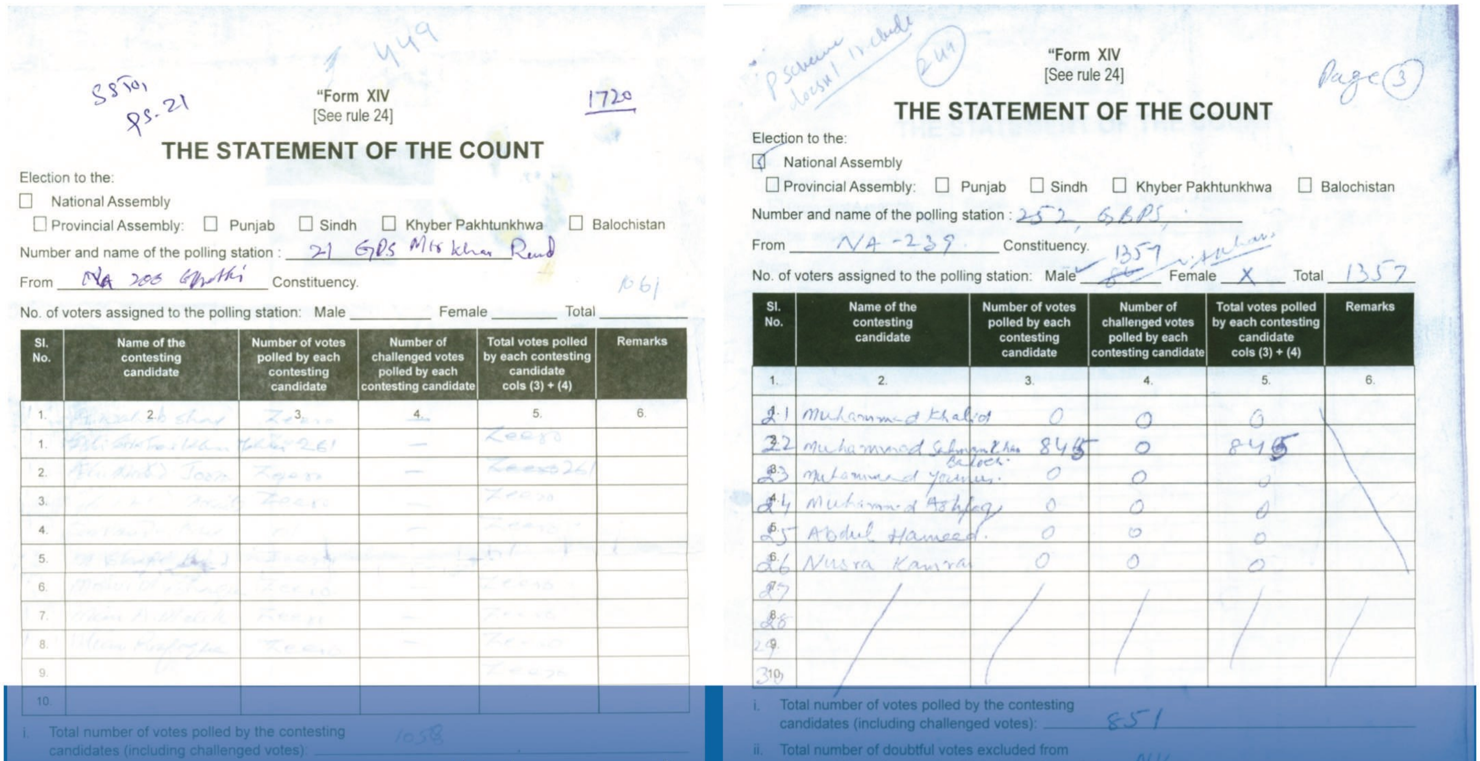

"Form XIV
[See rule 24]

THE STATEMENT OF THE COUNT

Election to the:
☐ National Assembly
☐ Provincial Assembly: ☐ Punjab ☐ Sindh ☐ Khyber Pakhtunkhwa ☐ Balochistan

Number and name of the polling station : 21 GPS Mis khan Road
From NA 208 [illegible] Constituency.
No. of voters assigned to the polling station: Male ______ Female ______ Total ______

Sl. No.	Name of the contesting candidate	Number of votes polled by each contesting candidate	Number of challenged votes polled by each contesting candidate	Total votes polled by each contesting candidate cols (3) + (4)	Remarks
1.	2.	3.	4.	5.	6.
1.	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	
2.	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	
3.	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	
4.	[illegible]			[illegible]	
5.	[illegible]	[illegible]		[illegible]	
6.	[illegible]	[illegible]		[illegible]	
7.	[illegible]	[illegible]		[illegible]	
8.	[illegible]	[illegible]		[illegible]	
9.				[illegible]	
10.					

i. Total number of votes polled by the contesting candidates (including challenged votes): 1058
ii. Total number of doubtful votes excluded from the count (including the doubtful challenged votes):
iii. Aggregate of (i) and (ii):
iv. Number of ...

"Form XIV
[See rule 24]

THE STATEMENT OF THE COUNT

Election to the:
☒ National Assembly
☐ Provincial Assembly: ☐ Punjab ☐ Sindh ☐ Khyber Pakhtunkhwa ☐ Balochistan

Number and name of the polling station : 252, GBPS
From NA-239 Constituency.
No. of voters assigned to the polling station: Male 1357 Female X Total 1357

Sl. No.	Name of the contesting candidate	Number of votes polled by each contesting candidate	Number of challenged votes polled by each contesting candidate	Total votes polled by each contesting candidate cols (3) + (4)	Remarks
1.	2.	3.	4.	5.	6.
1	Muhammad Khalid	0	0	0	
2	Muhammad Salman Khan Baloch	845	0	845	
3	Muhammad Younus	0	0	0	
4	Muhammad Ashfaq	0	0	0	
5	Abdul Hameed	0	0	0	
6	Nusra Kanwal	0	0	0	
7					
8					
9					
10					

i. Total number of votes polled by the contesting candidates (including challenged votes): 851
ii. Total number of doubtful votes excluded from the count (including the doubtful challenged votes): NIL
iii. Aggregate of (i) and (ii): 851
iv. Number of voters ... Male ... Female ... Total 851

ہمارا مطالبہ

الیکشن کمیشن آف پاکستان 2013 کے عام انتخابات کو شفاف
بنانے کیلئے مندرجہ ذیل فارمز کو اپنی ویب سائٹ پر اپ لوڈ کرے

- Form XIV (Statement of the Count)
- Form XV (Ballot Paper Account)
- Form XVI (Consolidation of Statements of the Count)
- Form XVII (Result of the Count)
- Polling Scheme exactly as implemented on Election Day

See more at:
http://www.fafen.org/petition/ecp/sign

SIGN THIS PETITION